روزہ دار کے حلق میں دھول جانے کا حکم

از

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیکش : الرضا پبلیکیشن ۳۷، میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲، ڈونگا اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

Scanned with OKEN Scanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الاعلام بحال البخور فی الصیام

۱۳۱۵ھ

تصنیف

اعلیٰحضرت امام اہلِ سُنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ عربی عبارات

حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری، لاہور

تخریج و تصحیح

مولانا نذیر احمد سعیدی

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ شاہ مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی

۵۲ رڈونٹاڈا اسٹریٹ، کٹرک، ممبئی ۹

فیکس: ۶۶۶۵۹۲۳۶ فون: ۶۶۳۴۲۱۵۶-۰۲۲

سلسلۂ اشاعت ۲۹۱

نام کتاب ——— الاعلام بحال البخور فی الصیام

مصنف ——— اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری ۱۳۱۵ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ عربی عبارات ——— حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری، لاہور

تخریج و تصحیح ——— مولانا نذیر احمد سعیدی

سن اشاعت ——— سنہ ۱۴۲۲ھ سنہ ۲۰۰۱ء

طباعت ——— رضا آفسیٹ بمبئی ۳

الاعلام بحال البحور فی الصیام

۱۵ ۱۳

(حالتِ روزہ میں دُھونی لینے کے بارے میں اطلاع)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

مسئلہ از جوناگڑھ کاٹھیاواڑ سرکل مدار المہام مرسلہ مولوی امیر الدین صاحب ۵ ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کامل عارف باللہ کے مقبرہ میں بارہ بارہ چند حضرات مل کر بعد ۴ بجے دن کے فاتحہ کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور بوقتِ فاتحہ ہمیشہ مزار شریف سے کچھ فاصلہ پر لوبان بھی جلایا جاتا ہے اور حاضرین مزار شریف کے قریب کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھتے ہیں مگر حضار میں سے کسی شخص کا ارادہ خوشبو یا دُھواں لینے کا ہرگز نہیں ہوتا، اگر بغیر قصد و ارادے کے دُھواں ناک و حلق وغیرہ میں چلا جائے تو کیا روزہ فاسد ہو جائے گا؟ ماہِ رمضان المبارک میں ایک شخص نے بیان کیا کہ اس خفیف دُھوئیں سے روزہ جاتا رہا اور کفارہ لازم آیا، اور جہاں لوبان جلتا ہے روزہ دار وہاں سے علیحدہ کھڑے ہوتے ہیں اگرچہ مکان ایک ہے۔

بینوا توجروا۔

الجواب

الحمد للہ الذی فرض علینا الصیام مطہرا وجعل ھذا الدین یسرا والصلوۃ والسلام علی اطیب ریحان الرحمان طیبا ونشرا وعلی اٰلہ وصحبہ الذین من اقتفاھم لایضل الیہ دخان الضلال وردا ولاصدرا۔

تمام تعریف اللہ عزوجل کی جس نے طہارت کے لیے ہم پر روزے فرض فرمائے اور اس دین کو آسان بنایا، اور صلوٰۃ وسلام ہو اس ذات اقدس پر جو خوشبو کے لحاظ سے رحمان کے تمام گلستان میں اعلیٰ ہیں اور آپ کے آل واصحاب پر جنھوں نے آپ کی اس طرح اتباع کی کہ انھیں کسی بھی طرف سے گمراہی کی کوئی غبار لاحق نہ ہوسکے۔ (ت)

متون وشروح وفتاوٰی عامۂ کتب مذہب میں جن پر مدار مذہب ہے علی الاطلاق تصریحات روشن ہیں کہ دھواں یا غبار حلق یا دماغ میں آپ چلا جائے کہ روزہ دار نے بالقصد اسے داخل نہ کیا ہو تو روزہ نہ جائے گا اگرچہ اس وقت روزہ ہونا یاد تھا۔ وقایہ[1] ونقایہ[2] واصلاح[3] وملتقی[4] وتنویر[5] وغیرہا میں ہے:

واللفظ للاصلاح دخل غبار او دخان او ذباب حلقہ لم یفطر[1]

اصلاح کے الفاظ یہ ہیں: حلق میں اگر غبار، دھواں یا مکھی داخل ہوگئی تو روزہ نہ ٹوٹے گا (ت)

غرر متن درر میں ہے:

دخل حلقہ غبار او دخان او ذباب ولو ذاکرا لم یفسد[2]

روزہ دار کے حلق میں غبار، دھواں یا مکھی چلی گئی حالانکہ اسے روزہ یاد تھا تو روزہ فاسد نہ ہوگا (ت)

ہدایہ[6] وہدایہ[7] ووافی[8] وکافی[9] میں ہے:

واللفظ للکافی لو دخل حلقہ ذباب وھو ذاکر لصومہ یفسد قیاسا لوصول المفطر الی جوفہ وکونہ مما لایتغذی لاینافی الفساد کالتراب وفی الاستحسان لایفسد لانہ لایمکن التحرز عنہ فان

کافی کی عبارت یہ ہے روزہ دار کے حلق میں مکھی چلی گئی حالانکہ اسے روزہ یاد تھا تو روزہ قیاساً فاسد ہوجائے گا ——— اس لئے کہ روزہ توڑنے والی چیز اس کے حلق میں چلی گئی اور اس کا غذا والی چیز نہ ہونا فساد کے منافی نہیں جیسا کہ مٹی کا حکم ہے اور استحساناً روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ اس سے بچنا ممکن نہیں ہے،

---

[1] درمختار — باب یفسد الصوم — مجتبائی دہلی — ۱/۱۴۹

[2] غرر مع درر الحکام — باب موجب الافساد — احمد کامل الکائنہ دار السعادۃ بیروت — ۱/۲۰۲

الصائم لا یجد بدا من ان یفتح فمہ لیتکلم فصار کالغبار والدخان[1]

کیونکہ روزہ دار کو بات کرنے کے لیے مُنہ کھولنا پڑتا ہے تو مکھی کا حکم غبار اور دُھوئیں کی طرح ہے۔ (ت)

فتح القدیر[2] میں ہے:

قولہ فاشبہ الغبار والدخان اذا دخلا فی الحلق فانہ لا یستطاع الاحتراز عن دخولھما لدخولھما من الانف اذا طبق الفم وصار ایضا کبلل یبقی فی فیہ بعد المضمضۃ[2]۔

مصنف کا قول مکھی کا داخل ہونا غبار اور دھوئیں کی طرح ہے کیونکہ جب وہ حلق میں داخل ہوجائیں تو ان کے دخول سے بچنا ممکن نہیں ہوتا، منہ اگر بند بھی ہو تو وہ ناک کے ذریعے داخل ہوجائیں گے اور یہ اس تری کی مانند بھی ہے جو کلی کے بعد منہ میں رہ جاتی ہے۔ (ت)

نور الایضاح[3] متن امداد الفتاح میں ہے:

لا یفسد الصوم لو دخل حلقہ دخان بلا صنعہ او غبار ولو غبار الطاحون او ذباب او اثر طعم الادویۃ فیہ وھو ذاکر لصومہ[3]۔

ان صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا جب حلق میں بلا قصد دُھواں داخل ہوجائے یا غبار خواہ وہ آٹے کی چکی کا ہو یا مکھی یا دوائیوں کے ذائقے کا اثر منہ میں داخل ہوجائے اگرچہ روزہ دار کو روزہ دار ہونا یاد ہو۔ (ت)

خانیہ[4] و خلاصہ[5] و خزانۃ المفتین[6] میں ہے:

واللفظ للخانیۃ اذا دخل الدخان او الغبار او ریح العطر او الذباب حلقہ لا یفسد صومہ[4]۔

خانیہ کی عبارت یہ ہے: حلق میں دھواں، غبار، عطر کی خوشبو یا مکھی داخل ہوجائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (ت)

سراج الوہاج[7] و ہندیہ[8] میں ہے:

---

[1] ہدایۃ باب ما یوجب القضاء والکفارۃ المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۹۸

[2] فتح القدیر " " " نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۲۵۸

[3] نور الایضاح ما لا یفسد الصوم مطبع علیمی، لاہور ص ۶۴

[4] فتاوٰی قاضی خان الفصل فیما لا یفسد الصوم منشی نولکشور لکھنؤ ۱/ ۹۸

لودخل حلقه غبار الطاحونة اوطعم الادویة اوغبار المهرس واشباهه، اوالدخان اوما سطح من غبار التراب بالریح او بحوافر الدواب واشباه ذلك لم یفطر[1]۔

اگر روزہ دار کے حلق میں چکی کا غبار، ادویات کا ذائقہ، گھوڑے کے دوڑنے یا اس کی ہم مثل کی غبار، دھواں، ہوا کے ذریعے اڑنے والی، چوپایوں اور اس کے ہم مثل کی وجہ سے اڑنے والی غبار چلی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ت)

وجیز کردری[18] و القردی[19] و واقعات المفتین[20] میں ہے:

دخل الذباب اوالدخان اوالغبار حلقه اوبقی بلل بعد المضمضة فابعه مع البزاق لم یفطر[2]۔

روزہ دار کے حلق میں مکھی، دھواں یا غبار چلی گئی یا کلی کے بعد تری منہ میں رہ گئی اور اسے وہ تھوک کے ساتھ نکل گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا (ت)

ہاں اگر صائم اپنے قصد وارادہ سے اگر یا لوبان خواہ کسی شئے کا دھواں یا غبار اپنے حلق یا دماغ میں عمداً بے حالت نسیان صوم داخل کرے، مثلاً بخور سلگائے اور اسے اپنے جسم سے متصل کرکے دھواں سونگھے کہ دماغ یا حلق میں جائے تو اس صورت میں روزہ فاسد ہوگا۔ درمختار[21] میں ہے:

مفاده انه لو ادخل حلقه الدخان افطر ای دخان کان ولو عودا اوعنبرا لو ذاکرا لامکان التحرز عنه فلیتنبه له کما بسطه الشرنبلالی[3]۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی روزہ دار نے بقصد اپنے حلق میں دھواں داخل کیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ وہ دھواں عود یا عنبر کا ہو، اگر اسے روزہ یاد ہو کیونکہ اس سے بچنا ممکن ہے اس پر متنبہ رہنا چاہئے، جیسا کہ اس پر شرنبلالی سے تفصیلی گفتگو کی ہے۔ (ت)

علامہ شرنبلالی نے غنیہ ذوی الاحکام[22] و امداد الفتاح[23] و مراقی الفلاح[24] تینوں کتابوں میں فرمایا:

وهذا لفظ المراقی وفیما ذکرنا اشارة الی انه من ادخل بصنعه دخانا حلقه بای صورة کان الادخال فسد صومه،

مراقی الفلاح کی عبارت یہ ہے جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر کسی نے ارادۃً حلق میں دھواں داخل کیا خواہ ادخال کی کوئی صورت

---

[1] فتاوی ہندیۃ الباب الرابع فیما یفسد الصوم نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۰۳
[2] فتاوی القردیۃ کتاب الصوم دارالاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان ۱/۱۵
[3] درمختار باب مایفسد الصوم مجتبائی دہلی ۱/۱۴۹

سواء کان دخان عنبر او عود او غیرھما حتی من تبخر ببخور فآواہ الی نفسہ و اشتم دخانا ذاکرا لصومہ افطر لامکان التحرز عن ادخال المفطر جوفہ ودماغہ وھذا مما یغفل عنہ کثیر من الناس فلیتنبہ لہ ولا یتوھم انہ کشم الورد ومائہ والمسک لوضوح الفرق بین ھواء تطیب بریح المسک و شبھہ وبین جوھر دخان وصل الی جوفہ بفعلہ[1]

ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ وہ دھواں عنبر، عود یا ان کے ہم مثل کسی کا ہو حتی کہ جس نے دھونی سلگائی اور اپنے قریب کرکے اس کا دھواں سونگھا حالانکہ روزہ یاد تھا تو روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس صورت میں پیٹ اور دماغ کو روزہ توڑنے والی شے سے محفوظ رکھنا ممکن ہے، یہ ان چیزوں میں سے ہیں جن سے اکثر لوگ غافل ہیں لہذا اس پر خصوصی توجہ دیجئے، یہ وہم نہ کیا جائے کہ یہ تو پھول اور کستوری سونگھنے کی طرح ہی ہے کیونکہ خوشبو کی مہک اور جوہر دخان میں بخوارادۂ جوف میں جائے بڑا واضح فرق ہے (ت)

اسی طرح رد المحتار[25] میں امداد الفتاح[26] اور طحطاوی[27] میں غنیہ سے نقل فرما کر مقرر رکھا۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے:

علی ھذا لو ادخل حلقہ فسد صومہ حتی ان من تبخر ببخور فاستشم دخانہ فادخلہ حلقہ ذاکرا لصومہ افطر لانھم فرقوا بین الدخول والادخال فی مواضع عدیدۃ لان الادخال عملہ والتحرز ممکن ویؤیدہ قول صاحب النھایۃ اذا دخل الذباب جوفہ لا یفسد صومہ لانہ لم یوجد ما ھو ضد الصوم وھو ادخال الشئ من الخارج الی الباطن وھذا مما یغفل عنہ کثیر فلیتنبہ لہ[2]

اس بنا پر اگر کسی روزہ دار نے مذکورہ اشیاء میں سے کسی چیز کو اپنے حلق میں داخل کیا تو اس کا روزہ فاسد ہو جائیگا حتی کہ جس نے بخور کے ساتھ دھونی دی اور اس کا دھواں سونگھا اور روزہ یاد ہوتے ہوئے حلق میں داخل کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ فقہاء نے متعدد جگہ پر دخول اور ادخال میں فرق کیا ہے کیونکہ ادخال صائم کا اپنا عمل ہے جس سے بچنا ممکن ہے اس کی تائید صاحب نہایہ کا یہ قول کرتا ہے کہ جب مکھی پیٹ میں داخل ہوگئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ کوئی ایسی چیز نہیں پائی گئی جو روزہ کی ضد ہو اور وہ خارج سے کسی شے کا باطن میں داخل کرنا ہے اس سے بہت سے لوگ غافل ہیں لہذا اس پر توجہ چاہئے۔ (ت)

---

[1] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب فی بیان مالا یفسد الصوم ورحمد خانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۱-۳۶۲

[2] مجمع الانہر باب موجب الفساد دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۴۵

حاشیہ الکنز للعلامۃ السید ابی السعود الازہری[۲۸] پھر طحطاوی علی المراقی میں ہے:

واللفظ للاول قولہ او دخل حلقہ غبار و التقیید بالدخول للاحتراز عن الادخال ولھذا صرحوا بان الاحتواء علی المبخرۃ مفسد[۱]

قولہ "دخل حلقہ غبار" دخول کی قید ادخال سے احتراز کے لیے اسی لیے فقہاء نے تصریح کی کہ بخوردان پر محتوی ہونا مفسد روزہ ہے۔ (ت)

بالجملہ مسئلہ غبار و دخان میں دخول بلا قصد و ادخال بالقصد پر مدار کار ہے۔ اول اصلاً مفسد صوم نہیں اور ثانی ضرور مفطر، اور بداہتہً واضح کہ صورت مذکورۂ سوال صورتِ دخول ہے نہ کہ شکلِ ادخال، تو اس میں انتقاضِ صوم کا حکم محض بے سند و بے اصل خیال۔

اقول وباللہ التوفیق و بہ الوصول الی ذری التحقیق تحقیقِ مقام و تنقیحِ مرام بتوفیق الملک العلام یہ ہے کہ حقیقت صوم امساک عن المفطرات الشرعیہ میں محصور اور تکالیفِ شرعیہ قدر وسع پر مقصور، اور انتفائے حقیقت کو انتفائے شئے قطعاً لازم و ضرور، جس میں ضرورت و عدم ضرورت کا تفرقہ عقلاً و نقلاً باطل و مہجور، مثلاً حقیقتِ نکاح ایجاب و قبول ہے اگرچہ جانبِ ولی سے، اب اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو جہاں نہ کوئی ولی نہ حاکم اسلام اور بوجہ شدتِ احتیاج زن حالت تا بجنونِ حقیقی پہنچے کہ اہلیت تصرف سے خارج ہو جائے تو اس ضرورتِ شدیدہ کے لحاظ سے ہرگز روا نہ ہوگا کہ کوئی عورت بمجرد ایجاب بے قبول اس کی زوجہ بن جائے یا حقیقت زکوٰۃ کہ تملیک فقیر الٰہی ہے، اگر کہیں ایسا ہو کہ مصرف کوئی نہ ملے جیسا کہ زمان برکت نشان سیدنا مسیح کلمۃ اللہ صلوٰۃ اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ میں ہونے والا ہے تو یہ ممکن نہیں کہ براہِ ضرورت زکوٰۃ اپنی حقیقت سے منسلخ ہو کر کسی غنی کو دینا زکوٰۃ قرار پائے، ارکان ساقطہ بضرورت حقیقت ارکان سمت ہوتے ہیں نہ ارکان اصل حقیقت، ورنہ تحقق شئے بے حقیقت شئی محال عقلی ہے تو منافیات سنخ ذات میں ضرورت و بے ضرورت سے تفرقہ نہیں کر سکتے، اب ہم ان اشیاء کو جو خارج سے جوف صائم میں داخل ہوں نظر کریں تو انحائے مختلفہ کو پاتے ہیں ان میں بعض وہ ہیں جن سے کسی وقت صائم کو احتراز ممکن نہیں جیسے ہوا، بعض وہ جن سے احیاناً تلبس ہر شخص کو ضرور، اور ان سے تحرز کلی نا مقدور، جیسے دخولِ غبار و دخان کہ کسی نہ کسی طرح انسان کو ان سے قرب کی حاجت ضروری ہے اور وہ اپنی حد ذات میں ممکن الاحتراز نہیں، آدمی کو کلام سے چارہ نہیں، اور کلام نہ بھی کرے تو بے تنفس کیونکر گزرے، اور ہوا کہ ان کی حامل ہوتی ہے اور تمام

---

[۱] فتح المعین حاشیہ علی شرح ملا مسکین باب ما یفسد الصوم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۳۱
طحطاوی علی مراقی الفلاح باب فی بیان ما لا یفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۲

فضا میں بھری اور متحرک رہتی، جا بجا لیے پھرتی ہے، آدمی مُنہ بند بھی رکھے تو یہ ناک کی راہ سے داخل ہو سکتے ہیں اور بعض وُہ جن سے ہمیشہ تحرز کر سکتا ہے اگرچہ نادراً بعض اشخاص کو بعض حالات ایسے پیش آئیں کہ تلبس پر مجبور کریں، جیسے طعام و شراب، اور انھیں دخان و غبار کا بالقصد ادخال کہ یہ تو اپنا فعل ہے انسان اس میں مجبورِ محض نہیں، شرع مطہر نے کہ حکیم و رحیم ہے جس طرح قسم اوّل کو مفطرات سے خارج فرمایا کہ اگر اسے ملحوظ رکھیں تو صوم ممتنع اور تکلیف روزہ تکلیف بالمحال ٹھہرے، اسی قسم ثانی کو مطلقاً شمار مفطرات میں نہ رکھا کہ اگر مفطر مانیں تو دو حال سے خالی نہیں، یا تو حکم فطر ہمیشہ ثابت رکھیں تو وہی تکلیف مالا یطاق ہوتی ہے یا وقتِ ضرورت باوصف حصول مفطر روزہ باقی جانیں تو بقائے شے مع انتفائے حقیقت یا اجتماعِ ذات و منافی ذات لازم آئے اور یہ باطل ہے، ہم ابھی کہہ آئے ہیں کہ دربارۂ حقائق ضرورت کارگر نہیں ہوتی ولہٰذا شرع مطہر سے ہرگز معہود نہیں کہ کسی شے کو بخصوصہ مفطر قرار دے کر بعض جگہ بنظرِ ضرورت حکمِ افطار ساقط فرمایا مثلاً کتبِ فقہیہ پر نظر ڈالے،

اوّلاً بیمار قریبِ مرگ ہو گیا مجبوراً دوا پی ضرورت کیسی شدید تھی جس نے روزہ توڑنا جائز کر دیا مگر روزہ ٹوٹنے کا حکم مرتفع نہ ہُوا۔

ثانیاً ظالم تلوار سر پر لیے کھڑا ہے کہ نہیں کھاتا تو قتل کر دے گا کیسی سخت ضرورت ہے حکم ہو گا کھا لے مگر یہ نہ ہو گا کہ روزہ نہ جائے۔

ثالثاً مخمصہ والے مضطر کی ضرورت سے زیادہ کس کی ضرورت ہے، جس کے لیے مردار سے مردار حرام سے حرام میں اثم زائل، اور بقدر حفظ رمق تناول فرض ہُوا مگر یہ نہیں کہ یہ حالت بصورتِ صوم واقع ہو تو ضرورت کے لحاظ سے روزہ نہ ٹوٹے۔

رابعاً سوتا مرا برابر ہوتا ہے النوم اخو الموت (نیند موت کی بہن ہے۔ ت) سوتے کے پاس بچنے کا کیا حیلہ، احتراز کا کیا چارہ، مگر یہ ناممکن الاحتراز بقائے صوم کا حکم نہ لائی، سوتے میں حلق میں کچھ چلا جائے تو روزے پر وہی فساد کا حکم آئے گا، غرض خادمِ فقہ کے نزدیک بدیہیات سے ہے کہ شرع مطہر کبھی کسی چیز کو مفطر مان کر ضرورت و عدمِ ضرورت کا فرق نہیں فرماتی، لحاظِ ضرورت صرف اس قدر ہوتا ہے کہ افطار جائز بلکہ کبھی فرض ہو جائے مگر مفطر مفطر نہ رہے یہ ناممکن، تو ثابت ہُوا کہ اس اصل اجماعی عقل و نقل و قاعدہ شرعیہ آیۂ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا[1] (اللہ تعالٰی کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں ٹھہراتا۔ ت) نے واجب کیا کہ قسم ثانی بھی راساً عدا مفطرات سے مہجور اور مفطر شرعی صرف قسم ثالث میں محصور ہو۔ بحمداللہ تعالٰی اس تقریرِ منیر سے روشن ہُوا کہ مفطر نہ ہونے کے لیے جس طرح قسم سوم کی ضرورت نادرہ

---

[1] القرآن ۲/۲۸۶

کہ اتفاقاً بعض صائمین کو بعض احوال میں لاحق ہو جیسے مفطر و مکروہ و نائم و مریض کی مجبوری کافی نہیں ہو سکتی یونہی قسم اول کی ضرورت دائمہ لازمہ غیر منفکہ بھی درکار نہیں بلکہ صرف قسم دوم کی ضرورت عامہ فعلیہ بس ہے اور جب اس کی بنا پر وہ شے شمار مفطر سے خارج رہی تو اب تفصیل و تفریق اوقات و حالات ضرورت نہیں کر سکتی ورنہ وہی استحالہ لازم آئے گا جسے ہم ابھی عقلاً و نقلاً باطل کر چکے، بس دخول دخان و غبار بے قصد و اختیار کبھی کہیں پایا جائے اصلاً مفسد صوم نہیں ہو سکتا، نہ اس کہنے کی گنجائش کہ فلاں جگہ اتفاق دخول وہاں جانے سے ہوا نہ جاتا نہ ہوتا، اور جانا قصداً تھا تو ممکن الاحتراز ہوا۔ امام کرمانی[۲۹] وجیز میں فرماتے ہیں:

اذا بقی بعد المضمضة ماء فابتلعه بالبزاق ثم لم یفطر لتعذر الاحتراز[۱]

اگر کلی کے بعد منہ میں کچھ پانی باقی رہ جائے اور روزہ دار اسے تھوک کے ساتھ نگل جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اس سے بچنا ممکن نہیں (ت)

فتح سے اسی مسئلہ میں گزرا:

صار کبلل یبقی فی فیه بعد المضمضة۔[۲]

یہ اس تری کی طرح ہے جو کلی کے بعد منہ میں باقی رہ جاتی ہے۔ (ت)

شرنبلالیہ میں امام زیلعی سے ہے:

اذا دخل حلقه غبار او ذباب وهو ذاکر لصومه لا یفطر لانه لا یقدر علی الامتناع عنه فصار کبلل یبقی فی فیه بعد المضمضة۔[۳]

جب روزہ دار کے حلق میں غبار یا مکھی داخل ہو جائے اگرچہ اسے روزہ یاد ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ اس سے بچنے پر قادر نہیں یہ اس تری کی طرح ہے جو کلی کے بعد اس کے منہ میں باقی رہتی ہے (ت)

شرح الملتقی للعلامہ عبدالرحمن الرومی میں ہے:

انه لا یقدر علی الامتناع عنه فانه اذا اطبق الفم لا یستطاع الاحتراز عن الدخول من الانف فصار کبلل یبقی فی

روزہ دار اسے روکنے پر قادر نہیں کیونکہ اگر منہ بند بھی رکھے پھر بھی ناک کے ذریعے غبار کے دخول سے احتراز کی طاقت نہیں رکھتا تو یہ یونہی جیسے کہ وہ

---

[۱] بزازیہ برحاشیہ فتاوی ہندیۃ کتاب الصوم نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۱۰۰

[۲] فتح القدیر باب مایوجب القضاء نوریہ رضویہ سکھر ۲/۲۵۸

[۳] غنیۃ ذوی الاحکام حاشیہ درر الحکام باب موجب الافساد مطبعہ احمد کامل الکائنۃ دارسعادت مصر ۱/۲۰۲

فیہ بعد المضمضۃ[1] تری جو کُلی کے بعد منہ میں باقی رہ جاتی ہے (ت)

دیکھو کُلی کے بعد جو تری منہ میں باقی رہتی ہے اُسے بھی شرع نے اسی تعذر تحرز کی بنا پر مفطر نہ ٹھہرایا اب وہاں یہ لحاظ ہرگز نہیں کہ یہ کُلی خود بھی ممکن الاحتراز تھی یا نہیں، اگر محض بے ضرورت کُلی کی جب بھی وُہ تری ناقض صوم نہ ہوگی حالانکہ ضرور کہہ سکتے تھے کہ یہ اس کا دخول اس کُلی کرنے سے ہوا، نہ کرتا نہ ہوتا، اور کُلی بے ضرورت تھی تو ممکن الاحتراز ہُوا۔ بزازیہ[2] میں ہے:

یکرہ ادخال الماء فی الفم بلاضرورۃ وفی ظاھر الروایۃ لاباس لان المقصود التطہیر فکان کالمضمضۃ[1] بلاضرورت پانی کا منہ میں داخل کرنا مکروہ ہے اور ظاہر روایت کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ مقصود تطہیر ہے لہذا یہ کُلی کی طرح ہے (ت)

حدیہ کہ بے ضرورت کُلی کرنی ظاہر الروایۃ میں مکروہ بھی نہیں حالانکہ عنقریب آتا ہے کہ بے ضرورت نمک دیکھنے کے لیے شوربا چکھنا مکروہ و ناجائز ہے، تو وجہ وہی کہ شرع مطہر اسے شمار مفطرات سے خارج فرما چکی تو اب ضرورت وعدم ضرورت پر نظر نہ ہوگی نہ اس میں کسی مفطر کا احتمال پیدا ہوگا کہ کراہت آئے۔

ثم اقول وباللہ التوفیق اس پر تو عرش تحقیق مستقر ہُوا کہ دخول بلاصنعہ کیفما کان (بلا قصد دخول جیسے بھی ہو۔ ت) اصلا صالح افطار نہیں، ولہذا علمائے کرام نے مدار فرق صرف دخول و ادخال پر رکھا، دخول کا کوئی فرد مفطر میں داخل نہ کیا کما سمعت من نصوصھم (جیسا کہ ان کی تصریحات آپ سُن چکے۔ ت) مگر یہاں ایک نکتہ دقیقہ اور ہے سبب شئ مفضی الی الشئ (شئ کا سبب شئ تک پہنچانے والا ہوتا ہے۔ ت) دو قسم ہے:

ایک مفضی کلیۃً یا غالباً جس کے بعد وقوع مسبب عادۃً متیقن یا مظنون بظن غالب ہو کہ فقہیات میں وُہ بھی ملتحق بالیقین۔

دوسرا مفضی نادراً جس کے بعد مسبب کبھی واقع ہوجائے، قسم اوّل کے قصد کو قصدِ مسبّب کہنا مستبعد نہیں کہ جب صاحبِ قصد کو معلوم کہ اس کے بعد مسبب ضرور یا اکثر واقع ہی ہوتا ہے اور اس نے سبب کا ارتکاب بالقصد کیا تو گویا وقوع سبب کا التزام کرچکا بایں معنی خیال کرسکتے ہیں کہ ایسا دخول داخل شق ادخال ہوگا، مگر قسم دوم ہرگز اس قابل نہیں، پُر ظاہر کہ یہ سبب کافی نہ ہوگا۔ اور اس کے بعد وقوع مسبب

---

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب موجب الفساد دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۴۵
[2] بزازیہ بر حاشیہ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الصوم نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۱۰۵

حالت شک و احتمال ہی میں آئے گا تو اس کے قصد کو مجازاً بھی قصد مسبب نہیں کہہ سکتے و ھذا لا یذھب عن عقل عاقل نبیہ فضلا عن فاضل فقیہ (یہ تو کسی عقل عاقل سے مخفی نہیں چہ جائیکہ کسی فاضل فقیہ کے علم سے مخفی ہو۔ ت) حجتِ ساطعہ لیجئے کان میں بالقصد پانی کا ادخال اصح الاقوال پر مفسد صوم ہے مگر یہی ائمہ کرام جو بحالتِ قصد ادخالِ افساد و ابطال کی تصحیح فرماتے ہیں نہانے یا دریا کے اندر جانے میں اگر پانی کان میں چلا جائے تو روزہ نہ جانے کی تصریح فرماتے ہیں ائمہ نے اصلاً اس کا اعتبار نہ فرمایا کہ اس دخولِ آب کا سبب نہانا یا غوطہ لگانا ہُوا اور یہ افعال اس نے بالقصد کئے تو گویا بالقصد پانی کان میں پہنچایا وجہ وہی ہے کہ یہ افعال غالباً دخولِ آب کے موجب نہیں ہوتے اگرچہ کبھی واقع ہوتا بھی ہے تو اُن کا قصد اس کا قصد نہیں ہوسکتا۔ خانیہ میں ہے:

لو خاض الماء فدخل الماء فی اذنہ لا یفسد صومہ وان صب الماء فی اذنہ اختلفوا فیہ والصحیح ھو الفساد لانہ وصل الی الجوف بفعلہ فلا یعتبر فیہ صلاح البدن[1]۔

اگر پانی میں غوطہ لگایا اور پانی کانوں میں داخل ہوگیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر کان میں پانی خود ڈالا تو اس بارے میں اختلاف ہے، مذہب صحیح یہی ہے کہ روزہ فاسد ہوجائے گا کیونکہ اس صورت میں پانی پیٹ تک اس کے عمل سے پہنچا ہے لہذا اس میں اصلاحِ بدن کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (ت)

فتاوٰی امام بزازی میں ہے:

خاض الماء فدخل اذنہ لا یفسد بخلاف دخول الدھن وان صب الماء فی اذنہ افسدہ فی الصحیح لوجود الفعل لا یعتبر صلاح البدن[2]۔

روزہ دار پانی میں غوطہ زن ہُوا، اس کے کان میں پانی داخل ہوگیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا بخلاف تیل کے دخول کے، اور اگر پانی کان میں ڈالا تو یہ صحیح قول کے مطابق روزہ کو فاسد کردے گا کیونکہ یہ اس کے اپنے عمل سے ہوا ہے، پس اس صورت میں اصلاحِ بدن کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (ت)

جواہر الاخلاطی میں ہے:

لو اغتسل او خاض فی الماء فدخل الماء اذنہ لا یفسد صومہ بلا خلاف ولو ادخل الماء فی اذنہ ففیہ الاختلاف

اگر غسل کیا یا پانی میں غوطہ زن ہُوا تو پانی کان میں داخل ہوگیا تو بالاتفاق روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر پانی کان میں خود داخل کیا تو اس میں اختلاف ہے

---

[1] فتاوٰی قاضیخان الفصل الخامس فیما لا یفسد الصوم منشی نولکشور لکھنؤ ۱/ ۹۹

[2] بزازیہ برحاشیہ فتاوٰی ہندیہ کتاب الصوم نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۱۸

والاصح ھوالفساد لوصولہ الی الرأس و وصول مالافیہ صلاح البدن غیر معتبر کمالو ادخل خشبۃ فی دبرہ وغیبہا۔[1]

اصح قول یہ ہے کہ روزہ فاسد ہوجائے گا کیونکہ یہ دماغ تک پہنچ جاتا ہے اور دماغ تک ایسی چیز کا پہنچنا جس میں اصلاح بدن نہ ہو غیر معتبر ہے، جیسا کہ اگر کسی نے اپنی دبر میں لکڑی داخل کی اور وہ غائب ہوگئی (ت)

فتح القدیر میں ہے:

الفساد اذا أدخل الماء أذنہ لا اذا دخل بغیر صنعہ کما اذا خاض نھرا۔[2]

روزے کا فساد تب ہوگا جب خود اپنے کان میں پانی داخل کرے، اپنے عمل کے بغیر پانی داخل ہونے سے فاسد نہ ہوگا جیسا کہ نہر میں غوطہ زن ہوا۔ (ت)

دیکھو کیسی صریح تصریحیں ہیں کہ ایسے سبب کا قصد قصدِ مسبب نہیں، یہاں تک کہ اس صورت میں باوصف فعل سبب، وقوعِ مسبب کو بغیر صنعہ (اپنے عمل کے بغیر۔ ت) فرماتے ہیں۔ اب ہم اپنے مسئلہ دائرہ کو دیکھیں تو کسی مکان میں جہاں بخور سلگتا ہو موضع بخور سے جدا و دور جا کھڑا ہونا کہ دھواں لینے کا قصد درکنار دھوئیں کے پاس تک نہ ہو، ہرگز کسی عاقل کے نزدیک دخولِ دخان کا سبب غالب نہیں ہوسکتا ورنہ واجب تھا کہ رمضان مبارک میں دن کو آگ روشن ہونا، شام کے لیے کچھ کھانا پکنا حرام و باعثِ افطارِ صیام ہوتا اس میں تو شاید خود یہ معترضین بھی شامل ہوں اور امکان احتراز ہی کی ہوس ہو اگرچہ عند التحقیق مفطرات میں اس کو دخل نہیں کما بیناہ بابین وجہ لا یحوم حومہ شبھۃ (ہم نے اسے ایسی واضح وجہ کے ساتھ بیان کیا جسے شبہ کا کوئی جالا ڈھانپ نہیں سکتا۔ ت) تو وہ بھی بداہۃً حاصل کیا ممکن نہ تھا کہ جو کچھ پکانا ہو سحری تک پکا رکھیں یا شام کے وقت بازاری اشیاء پر قناعت کریں خصوصاً اہلِ عرب کہ ویسے بھی کھجوروں پر قناعت کے عادی تھے، ہاں سحر کا پکا سرد ہوجاتا یا بازاری اشیاء میں مزہ نہ آتا، یہ عدم امکان احتراز نہ ہوا زبان کا مزہ ٹھہرا، کیا اس کے لیے روز روزے رکھ کر باطل کردینا حلال ہوجاتا، جس گھر میں دھواں ہو وہاں موجود ہونا درکنار نصوصِ علماء شاہدِ عدل کہ خود کھانا پکانا، صبح سے شام تک روٹی لگانا بھی دخولِ دخان کا سبب غالب نہیں،

اولاً قنیہ[35] و تاتارخانیہ[36] و بحر الرائق[37] و درمختار و ردالمحتار وغیرہا میں ہے:

---

[1] جواہر الاخلاطی — کتاب الصوم — قلمی نسخہ — ص ۴۷
[2] فتح القدیر — باب مایوجب القضاء — نوریہ رضویہ سکھر — ۲/۲۶۷

والنظم للدر لا یجوز ان یعمل عملا یصل به الی الضعف فیخبز نصف النهار ویستریح الباقی فان قال لا یکفینی کذب باقصر ایام الشتاء[1]

درکے الفاظ میں کوئی ایسا عمل جائز نہیں جو کمزور کردے تو نانبائی مثلاً یوں کرے کہ نصف دن روٹی پکائے اور باقی دن آرام کرے، پس اگر وہ شخص کہے کہ اس قدر عمل مجھے کفایت نہیں کرتا تو اس کی تکذیب کی جائے سردیوں کے سب سے چھوٹے دن ہیں (ت)

دیکھو نان پز کو فرماتے ہیں اگر گرمی کے دنوں میں سارے دن روٹی لگانے سے وہ ضعف پیدا ہو کہ ادائے صیام میں خلل انداز ہو تو آدھے دن پکائے کہ چھوٹے دنوں میں دن بھر پکاتا تھا، نمازوں وغیرہ کے وقت نکال کر گرمیوں کا نصف دن اسی کے قریب قریب ہو جائے گا، یہ نہیں فرماتے کہ ضعف تو جب آئے گا آئے گا اور چوتھائی دن درکنار روٹی پکانے سے دھواں جو حلق و دماغ میں جاکر روزہ ہی کھو دے گا۔

ثانیاً سراجیہ[2] وغیرہا میں ہے:

امة اخطرت فی رمضان متعمدة لضعف اصابها من عمل السید من طبخ او غیره کان واسعا وقضیة للمملوك ان یمتنع عما یعجزه عن اداء الفرائض[3]

وہ لونڈی جس نے اپنے مالک کی خدمت مثلاً کھانا پکانا وغیرہ سے پیدا ہونے والے ضعف کے پیش نظر مجبوراً روزہ توڑدیا تو جائز ہے اور غلام کو یہ حکم ہے کہ وہ ایسے کاموں سے رُک جائے جو ادائے فرائض سے عاجز کر دینے والے ہوں (ت)

یہ فرمایا کہ کنیز کو پکانے وغیرہ کی محنت سے ضعف ایسا لاحق ہوا کہ مجبوراً روزہ توڑنا پڑا جائز ہے اور قضا رکھے، یہ کیوں نہیں فرماتے کہ سرے سے پکانا ہی سببِ افطار ہے، اور کنیز کو جائز نہیں کہ اس میں مولٰی کی اطاعت کرے۔ ظہیریہ[4] و تاتارخانیہ[5] و بحرالرائق وغیرہا میں ہے:

للامة ان تمتنع من امتثال امر المولٰی اذا کان ذٰلك یعجزها عن اقامة الفرائض لانها مبقاة علی اصل الحریة فی حق الفرائض[6]

لونڈی کے لیے مولٰی کے ایسے احکام سے رک جانا ہے جس سے وہ ادائے فرائض سے عاجز آجائیگی کیونکہ ادائے فرائض کے اعتبار سے وہ اصلاً آزاد ہے (ت)

---

[1] درمختار — کتاب الصوم — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۱۵۲

[2] فتاوٰی سراجیہ — 〃 — منشی نولکشور لکھنؤ — ص ۲۹

[3] بحرالرائق — فصل فی العوارض — ایچ ایم سعید کمپنی کراچی — ۲/۸۲-۲۸۱

ثالثاً نورالایضاح ومراقی الفلاح میں ہے:

کرہ للصائم ذوق شئ لما فیہ من تعریض الصوم لفساد وکرہ مضغہ بلاعذر کالمراۃ اذا وجدت من یمضغ الطعام لصبیھا کمفطرۃ لحیض، اما اذا لم تجد بد امنہ فلا باس بمضغھا لصیانۃ الولد وللمراۃ ذوق الطعام اذا کان زوجھا سئ الخلق لتعلم ملوحتہ ان کان حسن الخلق فلا یحل لھا وکذا الامۃ قلت کذا الاجیر۔[1]

روزہ دار کے لیے کسی شئے کا چکھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ روزہ کو فاسد کرنے کے درپے ہوتا ہے۔ اسی طرح طعام کا چبانا بھی بلاعذر مکروہ ہے جیسے خاتون بچے کے لیے کسی دوسرے کو چبانے والا پالے (مثلاً اگر اُس عورت کو پائے تو چبانا مکروہ ہے) عورت کو اگر چبانے کے سوا چارہ نہ ہو تو بچے کی حفاظت کے لیے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں اور خاتون کے لیے طعام کا چکھنا بھی جائز ہے جبکہ خاوند بدخلق ہو تاکہ وہ نمک وغیرہ چکھ سکے اور شوہر حسنِ اخلاق والا ہے تو پھر چکھنا جائز نہیں۔ اور لونڈی کا حکم اسی طرح ہے۔ میں کہتا ہوں اجیر بھی اسی حکم میں ہے (ت)

حاشیہ طحطاوی میں ہے:

قولہ کذا الاجیر ای للطبخ۔[2]

قولہ "کذا الاجیر" یعنی کھانے پکانے کا مزدور۔ (ت)

کنز وبحر ونہر وہندیہ وغیرہا میں ہے:

اللفظ للاولین کرہ ذوق شئ ومضغہ بلاعذر لما فیہ من تعریض الصوم للفساد ولا یفسد صومہ لعدم الفطر صورۃ ومعنی قیدہ بقولہ بلاعذر لان الذوق بعذر لا یکرہ کما قال فی الخانیۃ فیمن کان زوجھا سئ الخلق او سیدھا لا باس بان یذوق بلسانھا والمضغ بعذر بان لم تجد المراۃ من یمضغ لصبیھا الطعام من حائض او نفساء او غیرھما

پہلی دونوں کتب کی عبارت یہ ہے بلاعذر شئ کا چکھنا اور چبانا مکروہ ہے کیونکہ یہ فسادِ صوم کے درپے ہوتا ہے، ہاں اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ صورۃ ومعنی افطار نہیں پایا گیا "بلاعذر" کی قید اس لیے لگائی ہے کہ عذر کی صورت میں چکھنا مکروہ نہیں جیسا کہ خانیہ میں اس عورت ولونڈی کے بارے میں ہے جس کا خاوند یا مولی بدخلق ہو، اگر ایسا عذر ہو تو زبان کے ساتھ چکھنے میں حرج نہیں اور چبانے میں عذر ہے مثلاً کوئی خاتون نہیں جو بچے کے لیے

---

[1] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل فیما یکرہ للصائم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۷۱

[2] حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح فصل فیما یکرہ للصائم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۷۱

ممن لایصوم ولم تجد طبیخا ولا لبنا حلیبا لاباس بہ للضرورۃ، الا تری انہ یجوز لہا الافطار اذا خافت علی الولد فالصغیر اولی[1] (ملخصاً)

طعام چبادے مثلاً حائضہ یا نفاس والی کوئی عورت یا جو روزہ دار نہ ہوں، اور نہ روٹی پکی ہوئی اور نہ دودھ میسر ہو تو اب ضرورت کے پیش نظر کوئی حرج نہیں، کیا آپ نہیں جانتے کہ جب کسی خاتون کو بچے کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو روزہ چھوڑ سکتی ہے۔ تو چبانا تو بطریقِ اولی جائز ہوگا۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے:

الذوق لیس بافطار بل یحتمل ان یصیر ایاہ اذ قد یسبق شیٔ منہ الی الحلق فان من حام حول الحمی یوشک ان یقع فیہ انتہت[2] مختصرات۔

چکھنا افطار نہیں بلکہ اس میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ کہیں کوئی شے حلق میں چلی جائے (یعنی افطار کا سبب ہے) کیونکہ جو محفوظ جگہ کے قریب جاتا ہے قریب ہے کہ اس میں داخل ہو جائے۔ گزشتہ عبارتیں اختصار کے ساتھ ختم ہوگئیں۔ (ت)

دیکھو کنیز مولی یا عورت شوہر کے لیے یا نان پز مزدوری پر روزے میں کھانا پکاتے تو اسے نمک چکھنا جائز نہیں بتاتے جبکہ مولی و شوہر و مستاجر خوش خلق و حلیم ہوں کہ نمک کی کمی بیشی پر سختی نہ کریں گے اور کج خلق و بدمزاج ہوں تو روا رکھتے ہیں، اور بچے کو کوئی چیز چبا کر دینے میں شرط لگاتے ہیں کہ جب کوئی حیض یا نفاس والی عورت خواہ کوئی بے روزہ دار ایسا نہ ملے جو چبا سکے، نہ بچہ کو دودھ وغیرہ اشیاء جن میں چبانے کی حاجت نہ ہو دے سکے اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ چکھنے چبانے سے روزہ جاتا نہیں بلکہ احتمال ہے کہ شاید حلق تک چلا جائے، لہذا بے ضرورت ناجائز ہوا مگر یہ نہیں فرماتے کہ سرے سے پکانا ہی حلال نہیں۔ ابھی گزر چکا کہ غلام کنیز ایسے احکام میں اطاعت مولی نہ کریں، پھر زن واجیر تو دوسرے درجے میں ہیں، اور یہ ظاہر کہ نمک ہرگز حلق میں پہنچ جانے کا سبب کلی یا اغلبی کیسا، سبب مساوی بھی نہیں، ہاں احتمالِ قریب ہے۔ ولہذا محقق علی الاطلاق نے بافظِ احتمال ہی تعبیر فرمایا۔ اب پکانے کی ان اجازتوں کا منشا دو حال سے خالی نہیں یا تو امر دینی ہے کہ دخولِ دخان جبکہ شرعاً دائرۂ مفطرات سے خارج ہو چکا مدارِ کار حقیقۃً قصدِ ادخال پر رہا، بغیر اس کے جب افطار ہی نہیں تو اس کے قرب و تعریض میں کراہت کیوں ہو، یا اگر قصد سبب اغلب قصد مسبب ٹھہرا تو تو

---

[1] بحر الرائق باب ما یفسد الصوم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۸۰-۲۷۹

[2] فتح القدیر باب ما یوجب القضاء والکفارۃ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۲۶۸

کہ دخولِ دخان کے لیے طبخ وغیرہ کی سببیت اُس سے بھی اضعف ونادر تر ہو جو دخولِ شوربا کے لیے ذوق کی اور فی الواقع تجربہ بھی اس کی ندرت کا گواہ، دُھواں جب حلق میں جاتا ہے اس کی تلخی محسوس ہوتی اور طبیعت کی دافعہ فوراً دفع کرتی ہے، اور جب دماغ میں جاتا اس کی سوزش معلوم ہوتی اور دماغ کو اذیت دیتی ہے، یہ حالت کھانا پکانے والوں کو شاذ و نادر واقع ہوتی ہے نہ کہ ہر وقت یا ہر روز، تو دُھوئیں سے دُور و جُدا کھڑا ہونا اور بھی زیادہ سبب شاذ تر ہوگا، اُس کے قصد کو قصدِ مسبب کہنا کیونکر ممکن، لاجرم یہاں اگر ہوگا تو وہی محض دخول جسے تمام کُتب میں تصریحاً فرمایا کہ ہرگز مفسدِ صوم نہیں، بالجملہ اصول و فروعِ شرعیہ پر نظر ظاہر اسی طرف منجر کہ اسباب علی الاطلاق ساقط النظر، ولہذا جس طرح رمضان مبارک میں نہانا[1]، دریا[2] میں جانا حرام نہ ہُوا حالانکہ اس کے سبب کان میں پانی بھی چلا جاتا ہے۔ دن[3] کو کھانا پکانا اور کاموں[4] کے لیے آگ جلانا حرام نہ ہُوا۔ مسلمان نانبائیوں[5]، حلوائیوں[6]، لوہاروں[7]، سناروں[8] وغیرہم کی دُکانیں قطعاً معطل کر دینا واجب نہ ہوا حالانکہ ان میں دُھوئیں سے ملابست ہے۔ جراروں[9]، قصابوں[10]، شکر بنانے والوں[11]، حلوا فروشوں کا بازار ہڑتال کر دینا لازم نہ ہوا کہ کثرتِ مگس کا موجب ہے۔ دن کو چکی[12] پیسنا، غلہ[13] پھٹکنا، باہر[14] نکلنا گلیوں میں چلنا حرام نہ ہوا۔ حالانکہ وہ غالباً غبار سے خالی نہیں ہوتیں۔ یونہی دن[15] کو مسجد بلکہ گھروں میں بھی جھاڑو دینا خصوصاً صدرِ اوّل میں کہ فرش کچے ہوتے تھے۔ عطاروں[16] کا دوائیں کوٹنا، مزارعوں کا غلہ ہوا پر اڑا کر صاف کرنا، معماروں[17] کا مٹی کی دیوار گرانا۔ مسافروں[18] کا خوب چلتی ہوئی ریگستان میں سفر کرنا۔ فوج[19] صائمین کا گھوڑوں پر سوار نرم زمینوں سے گزرنا کہ غالباً دخولِ غبار کے اسباب ہیں ان کی حرمت بھی کہیں مذکور نہیں بلکہ فوجی مجاہدوں کا روزہ احادیث سے ثابت اور بے ضرورت کُلی کا جواز تو صراحۃً منصوص بہرحال اس قدر تو قطعی یقینی کہ اسباب غیر غالبہ کلیۃً ناملحوظ، ولہذا علمائے کرام نے بخور کے سبب فسادِ صوم ہونے کی یہی تصویر فرمائی کہ اگر دان پر محتوی ہو جائے یعنی ایسا جھک جائے کہ گویا وُہ اس کے جسم کے اندر اور اس کا بدن اُس پر مشتمل ہے اور شرنبلالیہ و امداد و مراقی و طحطاوی و شامی و مجمع الانہر میں تو اس پر بھی قناعت نہ فرمائی کہ فاداۃ الی نفسہ[1] بخور دان کو اپنے بدن کے متصل کر لیا بلکہ صراحۃً اس پر زیادت کی واشتم دخانہ[2] قریب کر کے اس کا دُھواں اُوپر کو سُونگھا، یہ خاص قصد ادخال اور اس کا مفطر ہونا بے مقال اور صورتِ سوال پر حکمِ افطار باطل خیال ھکذا ینبغی التحقیق واللہ سبحانہ ولی التوفیق والحمد للہ رب العالمین

---

[1] مراقی الفلاح مع حاشیہ طحطاوی باب فی بیان مالا یفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۱

[2] غنیہ ذوی الاحکام حاشیہ درر الحکام باب موجب الافساد مطبعہ کامل الکائنہ دار سعادت مصر ۱/۲۰۲

(تحقیق کا حق یہی تھا اللہ سبحانہ، ہی توفیق کا مالک ہے والحمد للہ رب العالمین ۔ ت) اور اس پر ایجاب کفارہ تو صریح بہتان ۔ کفارہ کے لیے جنایتِ کاملہ چاہیئے اور بے قصد و بے ارادہ کون سی جنایت کاملہ ہوسکتی ہے ، اگر بفرضِ غلط اس صورت میں روزہ جانا بھی ٹھہرا لیتے تو کیا شرع سے کوئی اس کی نظیر بتا سکتا ہے کہ بلا قصد جو افطار واقع ہو اس میں حکم کفارہ دیا گیا ہو ، بھلا یہ تو بلا ارادہ حلق یا دماغ میں دُھواں جاتا ہے، بلا تعمد جماع بھی تو موجبِ کفارہ نہیں جو اکبر و اشنع مفطرات ہے ۔ تنویر الابصار میں ہے :

ان جامع فی رمضان اداء او اکل او شرب عمدا قضی وکفر[1]

اگر ادائے رمضان میں عمداً جماع کیا یا کھا پی لیا تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے ۔ (ت)

درمختار میں ہے : عمدا راجع للکل[2] (قصداً کی قید ہر ایک سے متعلق ہے ۔ ت)

ردالمحتار میں ہے :

المراد تعمد الافطار والناسی وان تعمد استعمال المفطر لم یتعمد الافطار[3]

یہاں ارادۃً افطار مراد ہے ، بھول جانے والا اگرچہ کھانے پینے کا قصد تو کرتا ہے مگر اس کا افطار کا ارادہ نہیں ہوتا ۔ (ت)

یہ مسئلہ بدیہیاتِ فقہیہ سے ہے حاجتِ ایضاح سے غنی

قلت وانما اطنبنا الکلام فی ھذا المقام حرصا علی احکام الاحکام وادغام الاوھام احتراسا ان لا یعثر عاثر حین یعثر علی بحث للعلامۃ الشرنبلالی فی ھذا المرام حیث قال رحمہ اللہ تعالٰی فی غنیۃ ذوی الاحکام قولہ او دخل حلقہ غبار او اثر طعم الادویۃ فیہ لانہ لا یمکن الاحتراز منھا اھ لدخولہ من الانف اذا اطبق الفم کما فی الفتح قلت فھذا یفید

قلت ہم نے اس مقام پر اتنی طویل گفتگو اس لیے کی ہے تاکہ احکام میں استحکام اور اوہام کا ازالہ ہو اور اگر آپ علامہ شرنبلالی کی بحث پر مطلع ہو تو وہاں ہر کسی کے اعتراض سے محفوظ ہو جائیں انھوں (رحمہ اللہ تعالٰی) نے غنیہ ذوی الاحکام میں فرمایا قولہ یا روزہ دار کے حلق میں غبار یا ادویات کا ذائقہ داخل ہو جائے کیونکہ اس سے احتراز ممکن نہیں اھ کیونکہ اگر منہ بند بھی ہو تو ناک کے ذریعے دخول ہو جائیگا ، جیسا کہ فتح القدیر میں ہے ، قلت یہ عبارت بتا رہی ہے

---

[1] تنویر الابصار متن درمختار باب مایفسد الصوم ومالا یفسدہ مجتبائی دہلی ۱/۱۵۱
[2] درمختار " " " "
[3] ردالمحتار " مایفسد الصوم مصطفی البابی مصر ۲/۱۱۸

انه اذا وجد بدا من تعاطی ما یدخل غبارہ فی حلقه افسد لو فعل[1] اھ وقال السیّد الطحطاوی فی حاشیة علی المراقی وعلی الدر وللفظ للاولی قوله اودخل حلقه غبار الخ به عرف حکم من صناعة الغربلة اوالاشیاء التی یلزمها الغبار وھو عدم الصوم وفی سکب الانھر عن المؤلف ولو وجد بدا من تعاطی ما یدخل الخ ویدل علیه التعلیل بعدم امکان التحرز[2] اھ وقال السید الشامی فی ردالمحتار قوله لعدم امکان التحرز عنه ھذا یفید انه اذا وجد بدا من تعاطی الخ شرنبلالیه[3] اھ ملخصاً فیظن ان ما نحن فیه من باب تعاطی سبب ممکن التحرز عنه وحقیقة الامر ان العلامة الباحث رحمه الله تعالٰی لاینکر ان مدار الاحکام ھٰھنا علی التفرقة بین الدخول والادخال فحسب اما سمعت الی ما مر من قوله فی متنه لایفسد الصوم

اگر ایسے کام میں مشغولیت سے چارہ ہو جس سے غبار حلق میں داخل ہو جاتی ہے تو اب اگر عمل کیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اھ سید طحطاوی نے حاشیہ مراقی اور حاشیہ در میں کہا ہے اور یہ عبارت پہلی کتاب کی ہے قولہ یا غبار روزہ دار کے حلق میں داخل ہو گئی الخ اس سے ان لوگوں کا حکم معلوم ہو گیا جو گیہوں چھانتے یا ایسے کام کرتے ہیں جن کے ساتھ غبار لازمی ہے اور وہ ہے روزہ کا نہ ہونا، سکب الانہر میں مؤلف سے ہے اگر ایسے کام سے بچنے کا چارہ ہو جس سے دخولِ غبار ہوتا ہے اب اگر ایسا عمل کیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا، دلیل یہ علت ہے کہ اس سے بچنا ممکن نہیں اھ سید شامی نے ردالمحتار میں فرمایا قولہ "اس سے بچنا ممکن نہیں" یہ واضح کر رہا ہے کہ اگر بچنا ممکن ہو تو الخ شرنبلالیہ اھ تو اس سے گمان کر لیا گیا ہے کہ زیرِ بحث مسئلہ ان میں سے ہے یہاں غبار والے سبب میں مشغول ہونے سے بچنا ممکن ہے اور حقیقتِ امر یہ ہے کہ علامہ رحمہ اللہ تعالٰی اس بات کے منکر نہیں کہ احکام کا مدار یہاں فقط دخول اور ادخال کے فرق پر ہے کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ متن کے حوالے سے پیچھے گزرا کہ روزہ اس صورت میں فاسد نہ ہوگا

---

[1] غنیہ ذوی الاحکام حاشیہ درر الحکام باب موجب الفساد احکامل الکائنۃ دار سعادت مصر ۱/۲۰۲

[2] طحطاوی علی مراقی الفلاح باب بیان مالا یفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۲

[3] ردالمحتار باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ مصطفی البابی مصر ۲/۱۰۶

ولو دخل حلقه دخان بلا صنعه[1] وشرحيه
له وحاشيته على الدرر من قوله فيما
ذكرنا اشارة الى انه من ادخل
بصنعه فسد صومه[2] وقوله لامكان
التحرز عن ادخال المفطر[3] ولذا
لما اتى العلامة المدقق العلائي
فى الدر على تلخيص كلام
الشرنبلالى لم يلخص الا حرفا واحدا
وهو التفرقة بالدخول والادخال كما
اسمعناك نصه وانما مطمح نظره و
ملمح بصره رحمه الله تعالى ما القينا
عليك ان السبب اذا كان مفضيا ولابد
كان قصده قصد المسبب فكان من باب
الادخال بصنعه، وانما يستقيم ان استقام
فيما يفضى قطعا او ظنا غالبا ومن
الدليل عليه نوطه فى الكتب الثلثة
حكم الفساد بمجرد تعاطى تلك الاسباب
حيث قال "افسد لو فعل" ولم يقل "لو
فعل ودخل" فانما ينظر الى ان فعله يوجب
الدخول فاجتزأ بذكره عنه والا فلا
يتوهم عاقل فضلا عن فاضل
فضلا عن مثل هذا الفاضل ان

جب دھواں حلق میں بلا قصد و عمل داخل ہوا، اس کی
دونوں شروحات اور حاشیہ درر کے حوالے سے یہ قول
بھی گزر چکا کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ
روزہ دار نے اگر خود دھوئیں کو داخل کیا تو روزہ ٹوٹ
جائے گا، قولہ کیونکہ اس صورت میں روزہ توڑنے
والی اشیاء کے ادخال سے احتراز ممکن ہے اس
لیے درمیں علامہ مدقق علائی نے شرنبلالی کے کلام کی
تلخیص کرتے ہوئے صرف ایک حرف کی تلخیص کی ہے
اور وہ دخول اور ادخال میں فرق ہے جیسا کہ پیچھے ہم نے
ان کے الفاظ آپ کے سامنے رکھے، جو ہم نے بیان کیا
اس سے علامہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مطمح نظر یہ ہے کہ سبب
اگر لازمی طور پر مفضی ہے تو اس سبب کا
قصد مسبب کا ہی قصد ہوگا تو یہ ادخال بالقصد کے
باب سے ہوگا، اگر یہ درست ہے تو یہ صرف وہاں ہی
ہوگا جہاں سبب قطعی یا ظن غالب کے طور پر مفضی ہوگا
اس پر دلیل یہ ہے کہ تینوں کتب میں حکم فساد کا مدار
محض ان اسباب میں مشغول ہونے کو قرار دیا ہے، ان
کے الفاظ یہ ہیں "اگر اس نے ایسا کیا تو روزہ ٹوٹ
جائے گا" یہ نہیں کہا "اگر کیا اور داخل ہوگیا"، کیونکہ
ان کی نظر اس پر تھی کہ ایسے اسباب کا کرنا ہی دخول کا
موجب ہے لہذا اس کے ذکر پر اکتفاء فرمایا ورنہ کوئی
عاقل چہ جائیکہ ایسا فاضل یہ بات کہے کہ محض ان کاموں

---

[1] نور الایضاح باب ما یفسد الصوم مطبع علیمی لاہور ص ۶۴
[2] مراقی الفلاح مع حاشیہ طحطاوی باب فی بیان ما لا یفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۱
[3] غنیہ ذوی الاحکام مع حاشیہ درر باب موجب الافساد مطبعہ احمد کامل الکائنہ دار سعادۃ مصر ۱/۲۰۲

مجرد تعاطی تلك الافعال یفسد الصوم و
ان لم یدخل شئ ثم هو رحمه الله تعالیٰ
راٰی یقیناً ان الکینونة فی بیت فیه بخور
لیس سببا غالبا لدخول الدخان ولذا
علق الفساد فی کتبه الثلثة بایوائه الیٰ
نفسه بل ولم یقنع به حتی زاد واشتم
دخانه فقد وضح اتضاح الشمس فی رابعة
النهار ان لامساس بمسألتنا لما بحث العلامة
الفاضل هنا۔

ثم اقول وبه ظهر و لله الحمد انه
لا یرد علی بحثه ما قدمنا من
مسائل الطبخ والذوق والاغتسال
وخوض الماء والطحن والسف ودخول
الطرقات و امثالها فهذا غایة ما وصل
الیه ذهنی القاصر فی تصحیح بحثه لکن
یرد علیه من المنصوصات مسألة المضمضة
وروداً لامرد له فانها سبب اغلبی بل کلی
لدخول البلل ولم یکن تعاطیها و لو
بلاضرورة بل بلاحاجة لیفسد الصوم
بالاجماع وان قیل فی النوادر بکراهتها
ولعل مجیبا یجیب بان لیس الحامل
فیه علی الحکم بعدم الفطر مجرد امتناع
التحرز بل وشئ آخر و
هو کونه قلیلا تابعا للریق کما قالوا فی
لحم بین اسنانه قال فی الهدایة لو

میں مشغول ہونا روزہ توڑ دیتا ہے اگرچہ کوئی شئ داخل
نہ ہوئی ہو، پھر علامہ رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بھی یقیناً جانتے ہیں
کہ جس گھر میں بخور ہو وہاں موجود ہونا دھوئیں کے دخول
کا سبب غالب نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ تینوں کتب میں
یہ قید لگائی ہے کہ اسے اپنے قریب کرے بلکہ اس پر
بھی اکتفا نہ کیا حتی کہ یہ زائد کیا کہ اس کا دھواں سونگھے
اب تو روشن دن کی طرح واضح ہوگیا کہ علامہ فاضل نے
جو یہاں کہا ہے اس کا تعلق ہمارے زیر بحث مسئلہ
سے نہیں ہے۔

ثم اقول بحمداللہ اس سے واضح ہوگیا کہ جو
ہم نے پیچھے مسائل بیان کئے مثلاً کھانا پکانا، چکھنا،
غسل کرنا، پانی میں غوطہ لگانا، چکی پیسنا، غلہ پھٹکنا اور
گلیوں میں چلنا وغیرہ، یہ سب علامہ کی بحث کا رد نہیں
کرتے۔ علامہ کی بحث کی تصحیح میں بندہ کا ذہن قاصر
اسی انتہائی مقام پر پہنچا ہے لیکن اس پر منصوصات
میں سے مسئلہ کلی کرنا ایسا وارد ہوتا ہے جس کا جواب
نہیں کیونکہ وہاں تری کا دخول سبب اغلب ہی تک نہیں
بلکہ کلی سبب ہے اور روزہ دار کا اس میں مشغول ہونا
اگرچہ بلاضرورت بلکہ بلاحاجت ہو حالانکہ اس
صورت میں روزہ بالاتفاق نہیں ٹوٹتا، اگر یہ کہا جائے
کہ نوادر میں ہے کہ اس میں کراہت تو ہے تو شاید جواب
دینے والا یہ کہے کہ کلی میں عدم فطر کے حکم کا باعث محض
احتراز کا امتناع ہی نہیں بلکہ ایک اور شئ بھی ہے اور
وہ اس کا قلیل اور تھوک کے تابع ہونا ہے جیسا کہ
فقہاء نے اس گوشت کے بارے میں کہا ہے جو

اکل لحما بین اسنانه فان کان قلیلا لم یفطر لان القلیل تابع لاسنانه بمنزلة ریقه، بخلاف الکثیر لانه لا یبقی فیما بین الاسنان والفاصل مقدار الحمصة وما دونها قلیل[1] اھ۔

دانتوں میں پھنس جاتا ہے۔ ہدایہ میں ہے کسی نے دانتوں کے درمیان پھنسا ہوا گوشت کھالیا اگر وہ تھوڑا تھا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ قلیل دانتوں کے تابع ہونے کی وجہ سے بمنزل تھوک ہوگا بخلاف کثیر کے، کیونکہ وہ دانتوں کے درمیان باقی نہیں رہ سکتا اور قلیل وکثیر میں فرق یوں ہے کہ اگر چنے کی مقدار ہو تو کثیر اور اس سے کم ہو تو قلیل اھ۔

اقول ولا یجدی فان عدم الافطار ھٰھنا ایضا انما ھو معلل بعدم امکان التحرز، فرجع الامر الی ما وقع، قال فی الفتح وانما اعتبر تابعا لانه لا یمکن الامتناع عن بقاء اثر ما من المآکل حوالی الاسنان وان قل ثم یجری مع الریق التابع من محله الی الحلق فامتنع تعلیق الافطار بعینه فیعلق بالکثیر وھو ما یفسد الصلوٰة لانه اعتبر کثیرا فی فصل الصلوة ومن المشائخ من جعل الفاصل کون ذٰلک مما یحتاج فی ابتلاعه الی الاستعانة بالریق اولا الاول قلیل والثانی کثیر و ھو حسن لان المانع من الحکم بالافطار بعد تحقق الوصول کونه لا یسھل الاحتراز عنه و ذٰلک فیما

اقول یہاں یہ بات بھی مفید نہیں کیونکہ روزہ نہ ٹوٹنے کی وجہ یہی بیان کی گئی کہ تری سے بچنا ممکن نہیں تو معاملہ پھر اسی طرف لوٹ آیا جہاں تھا، فتح میں ہے تابع اس لیے قرار دیا کہ کھانے کے بعد دانتوں کے اردگرد پر اثر کا باقی نہ رہنا ناممکن ہے اگرچہ وہ اثر بہت قلیل ہو پھر وہ تھوک کے ساتھ اپنی جگہ سے حلق کی طرف چلا جاتا ہے تو اب روزہ ٹوٹ جانے کو بعینہٖ اس اثر کے ساتھ متعلق کرنا ممکن نہ رہا، ہاں کثیر سے متعلق ہوگا اور وہ اتنی مقدار ہے جو نماز کو فاسد کردے کیونکہ اسے نماز کے معاملہ میں کثیر اعتبار کیا گیا ہے، مشائخ میں سے بعض نے قلیل وکثیر میں یوں فرق کیا کہ اس شئی کو نگلنے کے لیے تھوک کی مدد کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر مدد درکار ہے تو قلیل ورنہ کثیر، اور یہ بہت خوب فرق ہے کیونکہ جوف میں وصول کے بعد روزہ نہ ٹوٹنے کے حکم میں مانع صرف یہ ہے کہ اس سے احتراز آسان نہ تھا اور یہ بات اس میں

---

[1] الھدایۃ باب ما یوجب القضاء والکفارۃ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/ ۱۹۸

یجری بنفسه مع الریق الی الجوف لا فیما یتعمد فی ادخاله لانه غیر مضطر فیه[1] اھ وقد نقل کلامه العلامة الشرنبلالی نفسه فی المراقی تصریحا و فی الغنیة تلویحا مقرا علیه، وھذا ایضا بحمد اللہ تعالٰی مشید ارکان ما نحونا الیه من ان المناط ھو الفرق بالدخول والادخال لاغیر وان لا نظر فی الدخول الی کون سببه مما یستھل التحرز عنه، الا تری ان الانسان غیر مضطر الی اکل ما یبقی شئ منه فی اسنانه کاللحم وامثاله بل یمکن الاجتزاء بمثل اللبن ثم ان سلم له ان تعاطی الاسباب الغالبة من باب الادخال المفطر لوجب ان یکون مفطرا مطلقا وان احتاج الیھا کما قدمنا بحقیقته فلیس من لم یکن عنده ما یغتذیه یومه ولم یقدر علی الاکتساب الا بحرفة غریلة و ھرس وخبز وطبخ و نحوھا مما یدخل فیه الغبار والدخان باجل ضرورة واقل حیلة من مریض او نائم او مکره او ذی مخمصة فاذا لم یستحق اولئك اسقاط

جاری ہوسکتی ہے جو تھوک کے ساتھ جوف میں جائے، لیکن اس میں جاری نہیں ہوسکتی جس کا ادخال عمداً ہو کیونکہ اس میں روزہ دار مجبور نہیں اھ علامہ شرنبلالی نے یہ کلام مراقی میں تصریحاً اور غنیہ میں اختصار کے ساتھ اسے ثابت رکھتے ہوئے نقل کیا ہے، بحمداللہ یہ بھی ہماری اس گفتگو کی بنیادوں کو مستحکم کرتا ہے کہ فرق کا مدار دخول اور ادخال پر ہے، اس کے علاوہ کوئی فرق نہیں اور دخول میں اس طرف نظر کرنا بھی مناسب نہیں کہ اس کا سبب ہونا ایسا تھا جس سے بچنا آسان تھا، کیا آپ ملاحظہ نہیں کرتے کہ دانتوں میں جو بچ جاتا ہے مثلاً گوشت وغیرہ تو انسان اس کے کھانے پر مجبور نہیں بلکہ انسان کا اس سے محفوظ رہنا ممکن بھی ہے، مثلاً دودھ وغیرہ کے ذریعے، پھر اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ ایسے اسباب میں مشغول ہونا جن سے غالباً دخولِ غبار ہوجاتا ہے اور روزہ ٹوٹ جاتا ہے، تو ضروری ہوگا کہ یہ ہر حال میں روزہ ٹوٹنے کا سبب بنے اگرچہ آدمی ان کا محتاج ہو، جیسا کہ ہم پیچھے اس کی حقیقت بیان کر آئے، تو وہ شخص جس کے پاس دن گزارنے کے لیے کوئی چیز نہ ہو اور وہ آٹا چھاننے، گھوڑا دوڑانے، روٹی کھانے اور پکانے وغیرہ جو دخولِ غبار کا سبب ہیں ان کے علاوہ کسی کاروبار پر قادر بھی نہ ہو تو ایسا شخص مریض، سونے والے، مکرہ اور صاحبِ اضطرار سے ضرورت

---

[1] فتح القدیر باب ما یوجب القضاء والکفارۃ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۵۹-۲۵۸

حکم الفطر فانّٰی یستحقه من هو دونهم وقد جری هو بنفسه فی متنه علی تعمیم الغبار غبار الطاحونة فالاوفق الارفق الالصق بالاصول بالقبول عندی هو الاطلاق الذی جرت علیه المتون و الشروح والفتاوی قاطبة الی اواسط القرن الحادی عشر حتی جاء العلامة الشرنبلالی فنظر فانظر ولقد احسن واجاد فی کتبه الثلثة اذا علق الفساد بالبخور علی اشتمام الدخان والعلم بالحق عند الملک المنّان۔

میں زیادہ اور حیلہ میں کم نہیں ہوتا، تو جب مذکورہ لوگ اسقاط حکم افطار کے مستحق نہیں تو جو ان سے کم درجہ کا معذور ہے وہ اسقاط کا کیسے مستحق ہوگا، علامہ نے خود متن میں عام غبار کا اعتبار کیا ہے جیسے چکی کی غبار، تو اصول کے زیادہ موافق و مناسب ہوگی اور قبول کے زیادہ لائق۔ میرے نزدیک وہ اطلاق ہے جس پر گیارھویں صدی کے وسط تک تمام متون و شروحات اور فتاوٰی کی نقل جاری رہی حتی کہ علامہ شرنبلالی کا دور آیا تو انھوں نے اس پر غور و فکر کیا جو اُن کی شان کے لائق تھا، انھوں نے اپنی تینوں کُتب میں یہ لکھ کر بہت ہی خُوب کیا کہ بخور کا دُھواں قصداً سُونگھنے سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔ حق کا علم مالک اور احسان فرمانے والے اللہ تعالٰی کے لیے ہے۔ (ت)

الحمدللہ یہ جواب عجاب کاشف صواب، ورافع حجاب اوائل ذی القعدۃ الحرام کے چند جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ "الاعلام بحال البخور فی الصیام" نام ہوا، وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا و مولانا محمد و اٰلہ وصحبہ وبارک وسلم، واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔
